ولتکن منکم مة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن
المنکر واولئک ھم المفلحون ۵

اور ہو جائے تم میں سے ایک گروہ جو نیکی کیطرف بلائے اور بھلائی کا حکم کرے
اور بدی سے منع کرے اور ایسے لوگ ہی مصلح ہوتے ہیں

ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین + بابت ماہ اپریل

حقانیت اسلام - ۱۲۵ سے ۱۴۲ - ایڈیٹر
عید الاضحیٰ - ۱۴۲ سے ۱۵۸ - حافظ عبد الرحیم صاحب
مکتوبات حضرت امام الزمان - ۱۵۹ سے ۱۶۲ تک
ڈائری حضرت اقدس - ۱۶۳ سے ۱۶۴ تک
خدا کی تازہ وحی - ٹائیٹل پیج
رسیدز - " "

باہتمام مینجر رسالہ مستجاب الادعا ان ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء کو انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں طبع

خدا کی تازہ وحی

خیرکم اللہ ظفراً مبیناً۔ ۷ مارچ ۱۹۰۸ء۔ ماتم کدہ فرمایا۔ اس کی متعلق کوئی تفہیم نہیں ہے۔ پھر غنودگی میں دیکھا کہ ایک جنازہ آتا ہے۔ غالباً ۲۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء (۱) مثال الرحمۃ۔ اول الذکر و آخر الذکر ترجمہ۔ رحمت کی مثالیں۔ پہلے ذکر والا اور آخر ذکر والا۔ (۲) حٰمٓ تلک آیات الکتاب المبین۔ ترجمہ۔ کھول کر بیان کرنیوالی کتاب کے یہ نشان ہیں۔ (۳)۔ لا انذرہ و لا یا۔ (۴) کبھی معدے کے خلل سے بھی ورم ہو جاتی ہے۔ شب درمیانی۔ ۲۸ و ۲۹ مارچ ۱۹۰۸ء۔ (۱) احسن اللہ امرک۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ نے تیرا کام اچھا کر دیا۔ (۲)۔ احسن اللہ امری۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ نے میرا کام اچھا کر دیا۔ (۳)۔ یاتین من کل فج عمیق۔ ترجمہ۔ میرے پاس تحائف آئینگے ہر دور کی راہ سے۔ (۴) امید سے بڑھ کر۔ (۵) رعایا میں سے ایک شخص کی موت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حقانیت اسلام

بجواب

نو اسلام

اسلام میں تبدیلی پادری ڈاکٹر ایچ وائیٹ بریخٹ صاحب ڈی۔ ڈی پی ایچ۔ ڈی نے قاہرہ (مصر) کی ایک مشنری کانفرنس میں ایک لیکچر دیا ہے جس میں آپ نے اس بات کو ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ اسلام اپنی حالت کو بدل کر بالکل کچھ اور کا اور ہو گیا ہے۔ اور اس مضمون کا ہیڈنگ آپ نے نیا اسلام رکھا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ اکثر مسیحی مصنف اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسلام نقش کالحجر کی طرح ہے مگر یہ بات غلط ہے کیونکہ مذہبی طور سے مسلمانوں میں بڑی بڑی تحریکیں ہوئیں اور خاصکر انہیں لوگوں میں جو شریعت پر چلنے والے ہیں اور گذشتہ صدی میں اسلام شریعت کے حدود اور قیود سے بھی تجاوز کر گیا ہے اور ایک نئے طبقہ میں قدم مارنا شروع کر دیا ہے اور تو اور اپنے کے زمانہ کا خاتمہ گویا قریب آگیا ہے۔ اب اس عبارت کو پڑھ کر کون عقلمند ہے جو پادری صاحب

کے علم و فضل کی داد نہ دیگا کیونکہ آپ نے پیرؤنکی تبدیلی کو مذہب کی تبدیلی قرار دیا ہے اگر ایک حصہ مسلمانوں کا اپنی بدبختی کی وجہ سے احکام اسلام پر عمل کرنے سے قاصر رہجائے اور اپنی سستی اور کاہلی کیوجہ سے اس پر عمل نہ کرسکے تو اس سے اسلام پر کیا الزام آسکتا ہے۔ تبدیلی وہ ہے جو اصول میں ہو اور اصولی تبدیلی آپ اسلام میں قطعاً ثابت نہیں کرسکتے۔ اس بات سے ہمیں انکار نہیں کہ آجکل مسلمانوں میں بہت کچھ بدیاں پھیل گئی ہیں اور طرح طرح کے فساد ان میں پڑ گئے ہیں مگر ساتھ ہی اکثر مسلمان ایسے ہیں جو بدی کرتے ہوئے مانتے ہیں کہ یہ بدی ہے وہ اپنی کمزوریوں سے واقف اور اپنی حالت سے خائف ہوتے ہیں وہ اپنے اعمال اپنی کتاب کے ذمہ نہیں لگاتے اور نہ وہ اپنے گندے کاموں کو نبی کریم کے احکام کے مطابق ٹھیراتے ہیں۔ اور اس طرح وہ اس بیمار کی طرح ہیں جو اپنی بیماری سے واقف ہو اور اس گمراہ کی طرح ہیں جو اپنی گمراہی سے آگاہ ہوں پس وہ اپنی بیماری سے بچنے کیلئے اور اصل راہ کو پانیکے لئے ہمیشہ بیتاب رہتے ہیں اور بہت سے ہیں جو نیکوں اور بزرگوں کے ملنے پر انکی صحبت سے فایدہ اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ اس لئے اسلام میں خدا تعالےٰ نے مجددوں کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے کہ جسکی وجہ سے ہمیشہ کمزور اور گری ہوئی حالت کے لوگ توانا اور طاقتور ہوجاتے ہیں اور اپنی تمام کمزوریوں سے پاک ہوکر نیکی کے کاموں کرنیکی طاقت حاصل کر لیتے ہیں۔ اور یہ فخر صرف اسلام کو ہی حاصل ہے اور دوسرے مذاہب اس سے محروم ہیں۔ صرف اسی مذہب کو دعویٰ ہے کہ میرے پیرو ہر زمانہ میں خدا سے ہمکلام

ہو سکتے ہیں۔ اور اسی مذہب میں ہر صدی کے خاتمہ پر یا شروع میں ایک ایسا انسان پیدا ہوتا ہے جو دنیا کو گناہوں اور بدیوں سے بچاتا ہے۔ پس بعض مسلمانوں کی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اسلام پر حملہ کرنا اور اسکے اصول میں تبدیلی بتانا ایک سخت ہٹ دھرمی اور ضد ہے۔ جو کچھ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ اور جو کچھ نبی کریم نے فرمایا ہے اسی کے مطابق حضرت ابوبکرؓ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ حسنؓ۔ معاویہؓ نے کیا اور وہ دین جو انہوں نے اپنی زندگی میں پھیلایا تھا۔ وہی انہوں نے پھیلایا۔ جو دین کے اصول قرآن شریف نے بیان کئے ہیں۔ اور جو احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں۔ وہی امام ابوحنیفہ۔ امام مالک۔ امام حنبل۔ امام شافعی۔ امام بخاری اور امام مسلم نے بیان کئے ہیں۔ اور انہیں پر چلنے کی اپنے پیروؤں کو تاکید کی ہے۔ اور وہی اصول ہیں جنکی تعلیم سہروردی۔ نقشبندی۔ اور چشتی خاندانوں کے اماموں نے اپنے مریدوں کو دی ہے۔ اور آج میرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود اپنے متبعین کو دے رہے ہیں پس اسلام میں کسی ایسی تبدیلی کا پیدا ہونا۔ جو اس کی شکل کو بالکل بدل ڈالے محالات سے ہے۔ اور خود مخالفین اسلام بھی ... اس بات کے قائل ہیں چنانچہ خود پادری صاحب فرماتے ہیں کہ "اکثر مسیحی مصنفوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلام نقش کالمحجر کی طرح ہے"۔ واقعی اس حد تک یہ بات بالکل صحیح ہے۔ کہ وہ اصول دین جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں ایک شوشہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور صرف ان چودہ سو سالوں میں نہیں۔ بلکہ جب سے دنیا بنی آجتک اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت نوحؑ تک اور حضرت نوحؑ سے حضرت موسیٰؑ تک

اور حضرت موسیٰ سے حضرت عیسیٰ تک اور حضرت عیسیٰ سے نبی کریم تک اور آپ کے زمانہ سے مسیح موعود کے زمانہ تک اسلام ایک ہی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ اور پیروؤں کی نسبت جو میں نے لکھا ہے کہ ان کی ایک حصہ میں گناہ اور بدیاں پائی جاتی ہیں سو اس کا میں جواب دے آیا ہوں اور ایک اور ضروری بات ہے جو لکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام میں ہر زمانہ میں شریعت پر چلنے والے لوگ موجود رہتے ہیں اور ان انعامات کو حاصل کرنیوالے پیدا ہوتے رہے ہیں جو احکام اسلام پر چلنے والوں کیلئے مقرر ہیں۔ مگر اس کے برخلاف اور مذاہب میں ایسا نہیں ہے خاصکر عیسائیوں میں تو انجیل کے مطابق مسیح کے فوت ہونیکے بعد یا آسمان پر چڑھ جانیکے بعد کوئی نیک نہیں ہوا۔ بلکہ خود یسوع مسیح بھی نیک نہ تھا کیونکہ وہ خود کہتا ہے کہ مجھے نیک مت کہو میں نیک نہیں ہوں۔ پھر لکھا ہے کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے مرد کے لئے مقرر ہوا کہ وہ اپنے ماتھے کے پسینہ سے روٹی کمائے اور عورت دردزہ سے بچہ جنے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جب عیسائیت نے نیکی پھیلائی اور مسیح اپنے پیروؤں کے گناہوں کو خود اٹھا کر ان کا کفارہ ہو گیا تو پھر بھی مرد اپنے ماتھے کے پسینہ سے روٹی کماتا ہے اور عورت دردزہ سے بچہ جنتی ہے۔ بلکہ خود خدا کی ماں مریم کو بھی اس تکلیف سے نجات نہ ہوئی اور اس کو بھی دردیں لگیں اور تکلیف ہوئی۔ پس ہم کس طرح سے مان لیں کہ عیسائیوں میں آجتک کبھی کوئی نیک پیدا ہوا ہے بلکہ جہاں تک تاریخ اور مشاہدہ شہادت کرتا ہے اس کے برخلاف بہت کچھ ثبوت موجود ہیں۔ پس یہ الزام

کہ اسلام بدل کر نیا اسلام ہو گیا ہے اور شریعت کی حدود اور قیود سے آگے نکل آیا ہے غلط ہے بلکہ خود عیسائیت اپنی مقررہ حدود سے باہر آگئی ہے جیسا کہ ہم آگے ثابت کرتے ہیں۔

مذہب عیسوی میں تبدیلی

عیسائی دوسرے مذاہب کے نقائص دریافت کرنے کے پیچھے تو ہر وقت لگے رہتے ہیں اور جس طرح ہو عبارتوں کو مروڑ کر کچھ کے کچھ معنے بنا کر عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہیں مگر اپنے مذہب کی طرف نظر نہیں ہے کہ اس میں کیا کچھ بھرا ہوا ہے اور کس طرح صرف دنیاوی لالچ کی وجہ سے اصل تعلیم کو بدل کر اور کا اور ہی کر دیا گیا ہے۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ خود مسیح کے وقت میں ہی حواریوں کی عملی اور اعتقادی حالت اچھی نہ تھی۔ کیونکہ وہ یسوع کے تمام کاموں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ اور ہمیشہ اس کی نیکی اور بزرگی پر شک لاتے رہتے تھے یہاں تک کہ خود یسوع بھی انکی ان حالتوں کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا اور بار بار کہتا تھا کہ اگر تم میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان ہو اور تم پہاڑوں کو حکم دو تو وہ چل کر دریا میں جا پڑیں گے اور دریاؤں پر بلا خوف و خطر چل سکو گے۔ اور یسوع اپنی خدائی کے تین سال میں خوب جانتا تھا۔ کہ ان میں اتنا ایمان نہیں ہے۔ کیونکہ وہ انکی کمزوریوں کو روز مشاہدہ کرتا تھا اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا کہ وہ ہر ایک امتحان میں ناکام ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے حواریوں میں سے دو کو کہا کہ تم میں سے ایک جو میرے ساتھ کھاتا ہے مجھکو پکڑوائیگا اور ایک دوسرا صبح ہونے سے پہلے میرا انکار کریگا۔ پس انجیل کو غور سے پڑھنے سے معلوم

ہوتا ہی کہ حواری خود مسیح کے سامنے ہی اعتقادات کے بودے اور اعمال میں سست
تھی پھر جب یہودیونکی سولی نے مسیح کا سایہ بھی ان کے سروں سے اٹھا دیا تو خود سمجھ میں
آسکتا ہی کہ انہوں نے کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔ پولوس کا اُنکے ساتھ شریک ہوجانا ایک اور
وقت ہوا اگر کسی قدر مسیحی تعلیم کا لحاظ تھا تو وہ بھی جاتا رہا وہ حواریونکی کونسل جو چاہتی
تھی کرتی تھی چنانچہ آجکل کے عیسائی علماء و فضلا اس بات کا رونا روتے ہیں اور دانا
کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی بائیبل کو اس غرض کیلئے نہیں پڑھا کہ اس میں کچھ روحانیت کے سبق
ملتے ہیں بلکہ صرف اس لئے کہ چند دلچسپ اخلاقی قصہ ہیں۔ اور آجکل کے عیسائی تو اس
کو اخلاقی تعلیم بھی قرار نہیں دیتے بلکہ درسی تعلیم سے اس کو نکلوانا چاہتے ہیں چنانچہ انگلستان
میں آجکل اس بات پر بہت کچھ شور برپا ہے۔ غرض حواریوں نے مسیح کے اقوال و احکام کا
خیال نہ رکھتے ہوئے جو چاہا فتویٰ دیا اور مذہب عیسوی میں اس کے بانی کے سولی دیئے
جانے کے بعد ایک دو سالوں کے اندر ہی اندر اس قدر تبدیلیاں پیدا کر دیں کہ اس کی شکل
ہی بدل ڈالی مسیح کا حکم تھا کہ دوسری قوموں کو تبلیغ نہ کرو اور وہ کہتا تھا کہ میں تو اسرائیل کی
گمشدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنیکے لئے آیا ہوں (جو وعدہ کبھی پورا نہیں ہوا) اور پھر کہتا تھا کہ
موتی سوؤروں کے آگے مت ڈالو اور اس نے اپنے حواریونکو رسول مقرر کرتے
وقت یہ نصیحت کی تھی کہ غیر قوموں کی طرف مت جاؤ بلکہ بنی اسرائیل میں ہی تعلیم پھیلاؤ
(اس کے حواریوں نے موتی تو سوؤروں کو دیدیئے اور خود خالی ہاتھ رہ گئے) مگر مسیح کے موت
کے ساتھ ہی حواریوں نے غیر قوموں میں تحریک کرنی شروع کی بلکہ زیادہ تر اسی
طرف متوجہ ہوگئے۔ اور باوجود اس کے کہ مسیح نے کہا تھا کہ خواہ کچھ ہوجائے مگر تعلیم

موسوی کا ایک شوشہ بھی نہیں ٹل سکتا۔ حواریوں نے مذہب عیسوی میں دل کھول کر نئے مقام اور نئے احکام جاری کئے۔ چنانچہ موسوی تعلیم میں ختنہ ضروری تھا اور اس کی نسبت ایسا کڑا حکم تھا کہ پیدائش باب ۱۷ آیت ۱۴ میں لکھا ہے کہ "وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا عہد توڑا" توریت نے اور حضرت موسیٰ نے صاف حکم دیا ہے کہ جو شخص ختنہ نہیں کراتا وہ خدائی بادشاہت سے حصہ نہیں لے سکتا۔ چنانچہ اسی وجہ سے حضرت ابراہیم نے جب کہ ان کی عمر ننانوے برس کی تھی اپنا ختنہ کروایا چنانچہ پیدائش باب ۱۷ آیت ۲۴ میں ہے کہ "جس وقت ابراہیم کا ختنہ ہوا وہ ننانوے برس کا تھا" اب دیکھنا چاہئے کہ ختنہ ایسا ضروری تھا کہ خدا کہتا ہے کہ جو ختنہ نہیں کرواتا متقیوں سے الگ کیا گیا اور ابراہیم اپنے عمل سے اس کی اہمیت کو ثابت کرتے ہیں یعنی ننانوے برس کی عمر میں جبکہ عمر کا ضعف اور کمزوری کمال کو پہنچ گئی تھی انہوں نے اپنا اور اپنے خاندان کا ختنہ کروایا مگر حواریوں نے مسیح کے فوت ہونے کے بعد ہی اس مبارک رسم کو دنیا سے اٹھا دیا اور حکم دیا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر سور جس کی نسبت توریت میں حکم ہے کہ "سور کھر اس کا دو حصہ ہوتا ہے اور اس کا پاؤں چرا ہے پر وہ جگالی نہیں کرتا وہ بھی ناپاک ہے تمہارے لئے تم ان کے گوشت میں سے نہ کھائیو اور ان کی لاشوں کو نہ چھوئیو کہ یہ ناپاک ہیں تمہارے لئے" احبار باب ۱۱ آیت ۷ و ۸ اسکو بھی حلال قرار دیا گیا۔ کیونکہ حرام حلال کا قاعدہ بالکل اڑا دیا۔ پھر سود ہے اس کی نسبت حیاباب ۵ آیت ۱۰ میں لکھا ہے کہ "میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ ہم لوگ سود لینے سے ہاتھ اٹھائیں" حزقی ایل باب ۱۸ آیت ۸ و ۹ "جس نے سود پر نہیں دیا یا لیا اور بدی سے اپنا ہاتھ کھینچا ہے" "وہ صادق ہے خداوند یہوواہ کہتا ہے وہ بے شبہ

جیئے گا" پھر آیت ۱۲ میں لکھا ہے کہ "اسود پر دیوے اور سود کھاوے تو کیا وہ جیئیگا وہ نہ جیئگا اس نے یہ سارے نفرتی کام کئے وہ یقیناً مرجائیگا اس کا لہو اس پر ہوگا" مگر حواریوں نے اس کو جائز کر دیا اور بنی نوع انسان کو اپنی آنکھوں کے سامنے لٹنے دیا اور صرف اسی قدر فتویٰ دیکر تمام گناہوں اور بدیوں کی اجازت دیدی کہ "ازبسکہ ہم نے سنا کہ ہم میں سے بعضوں نے جن کو ہم نے حکم نہیں کیا جا کے تمہیں اپنی باتوں سے گھبرا دیا۔ اور تمہارے دلوں کو یہ کہہ کے پریشان کیا کہ ختنہ کرواؤ اور شریعت پر چلو (اس سے بڑھکر اور کیا گناہ ہوگا کہ شریعت پر چلنے کی نصیحت کی) سو ہم نے ایک دل ہو کر بہتر جانا کہ اپنے عزیزوں برنباس اور پولوس کے ساتھ جو کہ ایسے آدمی ہیں کہ انہوں نے اپنی جان ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر خطر میں ڈالی بعض چنے ہوؤں کو تمہارے پاس بھیجیں چنانچہ ہم نے یہوداہ اور سیلاس کو بھیجا اور وے یہ باتیں زبانی بھی بیان کرینگے کیونکہ روح قدس نے اور ہم نے بہتر جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور کچھ بوجھ نہ ڈالیں۔ کہ تم بتوں کے چڑھاووں اور لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں اور حرامکاری سے پرہیز کرو اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپکو بچائے رکھو گے تو خوب کرو گے۔ سلامت رہو" اب ۱۵ آیت ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹۔ اب ان سب باتوں کو غور سے پڑھنے کے بعد ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ عیسائیت نئی ہے یا اسلام نیا ہے۔ اسلام تو جو پہلے تھا وہ اب بھی ہے مگر عیسائیت مسیح کے مرنیکے بعد کچھ سے کچھ ہو گئی۔ اور اگر اسلام میں کچھ بدعتیں ہیں تو وہ خاص خاص فرقوں یا خاص خاص قوموں کے ساتھ مختص ہیں مگر عیسائیت کی یہ تمام برائیاں اور تبدیلیاں کل عیسائیوں میں اور ان کے اکثر فرقوں میں پائی جاتی ہیں۔ پس کیا باوجود ان واقعات کے ہوتے ہوئے

پادری صاحب کو حق ہے کہ وہ اسلام کو نیا اسلام کہہ سکیں ہاں عیسائیت بالکل بدل گئی ہے اور اس کا ثبوت میں دیچکا ہوں کہ قولاً حواریوں نے اس کو بدل دیا اور عملاً جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے

قرآن کی پولیٹیکل پالیسی اور بشارت انجیل

آگے چل کر پادری صاحب نے لکھا ہے کہ جب سے عیسائی طاقتیں مسلمان طاقتوں پر غالب آگئی ہیں مشکل سے ایک تنہائی مسلمان قرآن کی پولیٹیکل تعلیم پر چل سکتے ہیں مگر افسوس کہ پادری صاحب یہ بات لکھنے کو تو لکھ گئے ہیں مگر انہوں نے اس کے بدنتائج کو نہیں دیکھا اگر پولیٹیکل معاملات مطلب آپ کا وہی معاملات ہیں جو صاحب حکومت کو پیش آتے ہیں تو اس کا ذکر فضول ہے کیونکہ وہ تو صرف بادشاہ اور اس کے وزراء کے متعلق ہوتے ہیں عوام کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور تنہائی تو کیا مسلمانوں کے ہزارویں حصہ کو بھی اس سے تعلق نہیں۔ اور نہ کبھی تھا اور اگر آپکا مطلب ان پولیٹیکل امور سے ہے جو عوام و خواص دونوں سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ نے سخت غلطی کھائی کہ ۔۔۔۔ آپ مسلمانوں کو اس بات کا یقین دلانا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ انکو پولیٹیکل معاملات سے بالکل الگ رکھنا چاہتی ہے۔ نہیں گورنمنٹ کا یہ منشا نہیں ہے اور نہ وہ کبھی اس ارادہ کا اظہار کرتی ہے۔ بلکہ ان کو بہت کچھ آئندہ امید دلاتی ہے۔ مگر آپ عوام کے دل میں ایسے خیالات ڈال کر انکو گورنمنٹ سے بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ آج کل جو سازشیں گورنمنٹ انگریزی کے خلاف ہو رہی ہیں وہ کیا کم تھیں کہ آپ نے

بھی مسیحی تعلیم کے گھمنڈ میں ایسی بے تکی باتیں ہانکنی شروع کر دیں ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس بے امنی کو امن سے بدلا جائے مگر پادری صاحب اس کے برخلاف فساد ڈالنا چاہتے ہیں اور یہ شاید اس لئے ہے کہ مسیح نے بھی کہا تھا کہ "میں صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں" متی باب ۱۰ آیت ۳۴ پادری صاحب کو اتنا تو سوچنا چاہئے تھا کہ جس قوم کا روپیہ وہ کھا رہے ہیں جس کے سایہ میں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں جس میں سے ہونیکے خود دعوے کرتے ہیں اسی کے برخلاف ایسی باتیں کہنے کا انہیں کس قدر حق حاصل ہے۔ اور اگر وہ کہیں کہ یہ پولیٹیکل تعلیم تو انگریزی ہے میں نے قرآن کی پولیٹیکل تعلیم کے متعلق لکھا تھا تو پھر بھی وہ غلطی پر ہیں کیونکہ تاریخ پر نظر ڈالنے سے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ پولیٹیکل تعلیم یورپ نے اسلام سے ہی حاصل کی ہے پس جو کچھ پولیٹیکل امورات یہ آج کل کی طاقتیں حل کرتی ہیں وہ سب اسلام کی خوشہ چینی کا ہی نتیجہ ہے۔ ہاں جھوٹ اور وعدہ خلافی جو آج کل زیادہ استعمال ہونے لگی ہے اس کا اسلام قطعاً رد کرتا ہے۔

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں کہ بشارت انجیل بھی رفتہ رفتہ اپنا کام کر رہی۔ مگر اس بات میں بھی پادری صاحب نے دھوکا کھایا ہے کیونکہ بشارت انجیل نے آج تک کبھی کام کیا نہ کرتی ہے اور نہ کر گئی۔ پہلے زمانہ میں بھی اور اب بھی کچھ تو کفارہ سے ہر قسم کے گناہوں کی آزادی دیکر اس دین کو پھیلایا اور کچھ لالچ اور طمع اور بشارت زر سے رومیوں کے بادشاہ نے اس مذہب میں آزادی زیادہ دیکھی اور گناہوں کے لئے دروازہ کھلا پایا وہ عیسائی ہوا اور کل یورپ میں اس کے رعب اور طاقت سے یہ دین پھیلنے لگا۔ اور ساتھ ہی وہی آزادی کی حرص اپنا کام کرتی رہی آزاد اور احکام مذہبی سے جی چرانے والے لوگوں کو سوائے

اس مذہب کے اور کہیں پتہ نہ ملا وہ اس میں داخل ہو گئے بشارت انجیل نے کیا کیا۔
اور آپ لوگ تو نہ خود اس انجیل سے فایدہ اٹھا سکتے ہیں اور نہ ہمکو اس کی تعلیم دے سکتے
ہیں کیونکہ مسیح نے غیر قوموں کو تعلیم دینے سے ہی منع کیا ہے۔ پھر اس بے فایدہ سر دردی
سے کیا فایدہ لوگ اپنے اپنے مذاہب کو چھوڑ دیں جو ان کو نجات کا وعدہ دیتا ہے اور
عیسائیت کو اختیار کریں جو کہتی ہے کہ سوائے اسرائیلوں کے کوئی نجات نہیں پا سکتا
اور مسیح نے اپنے حواریوں کو کہا کہ اپنے موتی سوروں کے آگے مت پھینکو۔ اور ان کو منع
کیا کہ غیر قوموں کو تبلیغ مت کرو پس آپ لوگ ہم کو کس اصول پر اس مذہب کی طرف بلاتے
ہیں۔ یہ تو غیر قوموں کا ذکر ہے جن کو بشارت انجیل پہنچ ہی نہیں سکتی باقی رہے خود بنی
اسرائیل ان کا یہ حال ہے کہ مسیح نے کہا تھا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے
آیا ہوں سو اول تو مسیح بارہ فرقوں میں سے صرف دو کو ہی ہدایت کرتا رہا اور وہ دو بھی وہ نہیں
جو کھوئے ہوئے نہیں تھے بلکہ کھوئے ہوئے دوسرے دس فرقے تھے اور پھر ان دو نے
بھی اس کو نہ مانا بلکہ سولی پر چڑھا دیا یہ تو خود اس کی اپنی نسبت اور بارہ فرقوں کی نسبت بشارت
تھی جو الٹی ہلاکت ثابت ہوئی۔ پھر اس نے بارہ حواریوں کو بارہ تختوں کا وعدہ کیا تھا
مگر وہ بھی پورا نہ ہوا حواریوں کو تخت ملنا تو الگ رہا چین سے بیٹھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ اور
اگر اس کی تاویل کریں کہ اس سے مراد دینی بادشاہت تھی تو یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ
وہاں مسیح نے ساتھ حکم دیا ہے کہ تلواریں خریدو اور اگر روپیہ نہ ہو تو کپڑے بیچکر ہی خریدو
پس جہاں اس کو اس قدر یقین تھا کہ اس کے بارہ حواریوں کو بارہ تخت ملینگے وہاں
کسی تاویل سے کب کام چل سکتا ہے۔ پس یہ بشارت بھی غلط گئی پھر اس نے کہا تھا کہ

دیئے جلائے رکھو اور مکریں کسی رکھو کہیں عنقریب واپس آتا ہوں مگر آجتک انیس سو ۱۹۰۰ برس میں وہ نہ خود آیا نہ کوئی خبریں بھیجیں۔ پس جب وہ جن کے لئے مسیح آیا تھا اس سے کوئی فایدہ نہ اٹھا سکے بلکہ گھر بار سے الگ ہوئے شہروں سے نکالے گئے قوم نے ترک کر دیا حکومت بدظن ہو گئی اور خود مسیح اسی کش مکش میں سولی پر چڑھا دیا گیا اور اس پر بقول عیسائیوں کے مرا اور بقول توریت کے لعنتی ہوا یعنی اس کا دل خدا سے پھر گیا تو اور لوگ جنکو وہ تعلیم دینا ہی ناجائز سمجھتا تھا بشارت انجیل سے کیا فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جس قدر جہلا اور غربا اس وقت ہندوستان یا دیگر ممالک میں اس مذہب میں داخل ہو رہے ہیں اس قدر عقلمند اور دولتمند انسان داخل نہیں ہوتے بلکہ ان کا ہزارواں حصہ بھی نہیں اور جہلا و غربا جو داخل ہوتے ہیں وہ صرف بشارت زر کی وجہ سے داخل ہوتے ہیں نہ کہ بشارت انجیل کیوجہ سے۔

ایک ترقی یافتہ فرقہ

پادری صاحب اپنے مضمون کے ثابت کرنیکی دھن میں سر سید احمد خان کا ذکر کرتے ہوئے اُنکی تیار کردہ ایجوکیشنل کنفرنس کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ اس کانفرنس کے سربرآوردہ ممبران میں سے ایک آغا خان بھی ہیں جو ایک دولتمند قوم بورا نامی کے سرگردہ ہیں انہوں ایک موقع پر جبکہ وہ اس کانفرنس کے پریزیڈنٹ تھے دوران تقریر میں کہا کہ مسلمانوں کی ترقی میں رواج پردہ خود غرضی مسئلہ تقدیر ظاہری دینداری نے بہت کچھ رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں۔ کیونکہ آغا خان اُس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ پانچویں صدی ہجری سے لیکر آجتک مسلمانوں سے بالکل الگ چلا آتا ہے خود غرضی کا مسلمانوں میں پھیل جانا اس سے تو ہمکو بھی اتفاق ہے

اور اس سے پادری صاحب کو کچھ فایدہ نہیں کیونکہ عیسائیوں میں چھوٹے سے بڑے تک یہ مرض پھیلا ہوا ہے۔ اور پردہ کا مسئلہ آج کل کے عیسائی بھی قبول کرتے چلے جاتے ہیں چنانچہ امریکہ کے ایک شاعر نے اس پر نظم لکھی ہے کہ ہم لوگ گرجا اس لئے جاتے ہیں کہ عورتوں کو تاکیں جس سے اس مسئلہ کا حل خود بخود ہو جاتا ہے اور یورپ میں جو گندی اور فحش کاروائیاں ہوتی ہیں وہ کس سے پوشیدہ ہیں باوجود اس کے پھر اس مسئلہ کا ذکر نادانی ہے۔ مسئلہ تقدیر پر اعتراض بھی تب ہی کیا گیا ہے جب آغا خان صاحب کو واقفیت نہیں کیونکہ اس مسئلہ سے ترقی میں مدد ہوتی ہے نہ کہ رکاوٹ۔ باقی رہی ظاہری دینداری اگر اس کے مطلب سے آغا خان کا نفاق ہوتا تو درست تھا مگر افسوس کہ آپ کا مطلب نماز روزہ حج زکوٰۃ سے ہے جس عقیدہ سے آغا خان صاحب کے مسلمان ہونیکا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے بات یہ ہے کہ آغا خان صاحب باوجود مسلمان کہلانیکے حالانکہ مسلمان انکو مسلمان نہیں کہتے شریعت اسلام کے بالکل برخلاف عمل کرتے ہیں۔ اور برخلاف سنت انبیا کے آپ اپنے پیرؤں کو انکے رشتہ داروں کی موت پر ایک حکم لکھ کر دیتے ہیں کہ وہ میت کی قبر کیساتھ دفنا دیا جائے جس میں حکم ہوتا ہے کہ اس شخص کو بلا روک ٹوک کے فوراً جنت میں داخل کر دیا جائے۔ (گویا کہ خدا کیساتھ شراکت ہے) اور آپ اسکے مشہور فرقہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ کے پیرو ہیں جسکا بانی حسن بن صباح تھا اور جس نے ایک جھوٹی جنت بنا رکھی تھی جس میں نئے مریدوں کو آنکھیں بند کر کے بھیجدیا جاتا تھا اور عین موقعہ پر جا کر آنکھیں کھولدی جاتی تھیں اور اس طرح فریب میں لا کر ان سے بڑے بڑے ظالمانہ کام لئے جاتے تھے اور بادشاہان زمانہ جو اس فرقہ کے مخالف تھے قتل کروائے جاتے تھے۔ اور ان لوگوں کو کہا جاتا تھا کہ اگر تم اس کام میں مر گئے تو جنت تو تم دیکھ ہی چکے ہو فوراً وہاں بھیجدیئے جاؤ گے۔ آخر یہ فرقہ مغلوں کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔ اور اگرچہ

ان کے موجودہ امام آغا خاں صاحب کی بابت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کس خیال کے آدمی ہیں لیکن پادری صاحب اپنے مضمون میں انکی نسبت اور ان کے ہمخیالوں کی نسبت لکھتے ہیں کہ "انکی روش بہت کچھ مسیحی طبیعت کے لگ بھگ ہے" مگر ان کے مرید پورے اتنک انکو خدا نہیں تو خدا کا شریک تو ضرور مانتے ہیں اور چونکہ یہاں ہم پادری صاحب کا جواب لکھ رہے ہیں اس لئے کچھ ضرورت نہیں کہ آغا خان صاحب کی نسبت کچھ زیادہ لکھیں پادری کے خیالات کی تائید یا تردید کریں کیونکہ پادری انکو اپنے میں شریک کرتے ہیں اس لئے وہ ان سے خود سمجھ لیں اسوقت ہم اسلام پر جو بیجا حملہ کئے ہیں ان کا جواب دے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود

پادری صاحب اپنے مضمون کو ثابت کرنیکے لئے اس پہلو پر بھی چلے ہیں کہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب نے بھی زمانہ کی حالت کو دیکھ کر اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ پرانے مذہب اسلام اور زمانہ حال کی ترقی و تعلیم کے درمیان ایک وسطی راہ نکالیں مگر افسوس کہ جیسا میں پہلے لکھ آیا ہوں اس معاملہ میں بھی پادری صاحب نے تعصب سے کام لیا ہے کیونکہ مرزا صاحب کی غرض ہرگز ہرگز یہ نہیں بلکہ ان کی بعثت کی اصل وجہ یہ ہے کہ دنیا میں پھر وہی پرانا اسلام پھیلایا جائے جو کہ آدمؑ نوحؑ ابراہیمؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ اور آنحضرت کے زمانہ میں تھا۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ میں نبی کریمؐ کی تعلیم کو پھیلانیکے لئے آیا ہوں اور اس کے لئے ثبوت پیش کرتے ہیں پھر بھی انکار کرتے چلے جاتا کیا وہ زمانہ یاد نہیں دلاتا جب خود مسیح ناصری کا انکار فریسی کرتے تھے۔ کیا اس میں اور اس میں کچھ فرق ہے۔ جو کچھ اب حضرت کی نسبت کہا جاتا ہے۔ وہی حضرت عیسیٰ کی بابت کہا جاتا تھا اسوقت کے فریسی یہی کہتے تھے کہ اس نے موسیٰ کے دین کو بدلدیا اور ان احکام پر نہیں چلتا اسی طرح آج کل کے لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ اس شخص نے

پرانے اسلام کو ترک کر دیا ہے اور نئے اسلام کا بانی ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ جس طرح مسیح نے کہا تھا کہ "آسمان اور زمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نکتہ کے مٹ جانے سے بہت آسان ہے" تو باب ۱۶ آیت ۱۷ اور اسی طرح اب یہ کہتا ہے۔ پھر پادری صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب میں دینی سرگرمی اور یقین کیساتھ ہی خود غرضی بھی ہے۔ مگر اس موقعہ پر بھی آپنے یسوع کی لائف پر نظر نہیں ڈالی۔ مسیح نے جو خود غرضی دکھائی ہے اس کا نمونہ خود انجیل میں ملتا ہے۔ ادھر تو وہ اپنے حواریوں کو راہبانہ زندگی کی تعلیم دیتا ہے کہتا ہے کہ سونا چاندی پاس نہ رکھو اور ادھر اس قدر عیش و عشرت میں زندگی کاٹنے لگا کہ فریسیوں کو شک گذرنے لگا کہ اس قدر کھاؤ پیو آدمی کس طرح نبی ہو سکتا ہے۔ پھر متی باب ۲۶ آیت ۶ تا ۱۶ میں لکھا ہے کہ "جس وقت یسوع بیت الاعینا میں شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا۔ ایک عورت سنگ مرمر کے عطردان میں قیمتی عطر اس پاس لائی اور جب وہ کھانے بیٹھا اس کے سر پر ڈالا۔ اس کے شاگرد یہ دیکھکر خفا ہو کے کہنے لگے کا ہے کو یہ بیفائدہ خرچ ہوا کیونکہ یہ عطر بڑے دام پر بکتا اور محتاجوں کو دیا جاتا۔ یسوع نے یہ جان کر انہیں کہا کیوں اس عورت کو تکلیف دیتے ہو اس نے تو میرے ساتھ نیک کام کیا" اب ان آیات پر خود پادری صاحب ہی غور کر کے دیکھ لیں کہ ان سے کیا نکلتا ہے۔ کیا اس سے مسیح کی خود غرضی نہیں نکلتی اور کیا اس سے اسکی خود نمائی نہیں ظاہر ہوتی۔ حواریوں نے کیا عمدہ بات بتائی تھی کہ اس عطر کو فروخت کر کے اس روپیہ سے غریبوں اور نادار دنکو فائدہ پہنچایا جائے مگر مسیح نے جو کہ اپنے آرام اور نفع کے خیال میں بھرا ہوا تھا اس بات کو ہٹانا اور اس عورت کی تائید کی اور اس کے کام کو سراہا۔ اور مسیح نے صرف اس لئے کہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو اور وہ اس کو عزت سے دیکھیں غریب اور بے ضرر لوگوں کا سوروں کا گلہ برباد کیا۔ اور اس نے انجیل کے بیان کے مطابق

دو آدمیوں میں سے دیو نکالے اور سوروں کے گلے پر ان کو ڈالدیا جیسا کہ لکھا ہے کہ وہ دے (یعنی دیو) نکل کے ان سوروں کے غول میں گئے اور دیکھو سوروں کا سارا غول کڑاڑے پر سے دریا میں کودا اور پانی میں ڈوب مرا" اب پادری صاحب انصاف سے فرمائیں کہ کیا یہ خودغرضی نہیں تھی۔ اور جب آپ کا خدا خودغرضی سے خالی نہیں تو مرزا صاحب جو ایک نبی ہیں اگر آپ کے نزدیک خودغرض ہیں تو کیا ہرج ہوا مگر میں آپکو سچ سچ کہتا ہوں کہ **آپ مرزا صاحب کی ایک خودغرضی بھی ثابت نہیں کر سکتے حالانکہ آپکے خدا یسوع کی خودغرضیاں خود انجیل میں موجود ہیں تعداد میں درج ہیں۔**

مسیح کی جعلسازیاں

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنے مقاصد کے پورا کرنے میں جعل سے کام لینے میں بھی دریغ نہیں کیا اس موقعہ پر بھی پادری صاحب نے یسوع کی لائف پر نظر نہیں ڈالی اور نہ ہی مرزا صاحب کی زندگی پر غور کیا ہے۔ ورنہ وہ اس قدر دلیری سے یہ الفاظ نہ لکھ سکتے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی زندگی کے حالات سے تو وہ ایک جھوٹ بھی ثابت نہیں کر سکینگے۔ اور نہ جعل سازی کا الزام پایۂ ثبوت کو پہنچا سکینگے حالانکہ یسوع کے حالات بہت سی خطرناک جعلسازی اور جھوٹوں سے پُر ہیں۔ پادری صاحب لکھتے ہیں کہ جب پنجاب میں عیسائیت پھیلنے لگی تو مرزا صاحب کا دل گھبرایا اور انہوں نے دیکھا کہ ایک نئے نبی کی ضرورت ہے مگر چونکہ نبی کریم خاتم النبیین تھے اس لئے انہوں نے ٹھیک طرح سے نبی تو ہونیکے دعویٰ نہ کیا مگر اس موعودہ مہدی ہونیکے دعوے کیا کہ مسیح کی طبیعت

اور قدرت کیساتھ آیا ہوں اس لئے میں مسیح ہوں اور مہدی بھی ہوں - اور بعد ازاں ہندوؤں کی خاطر اُس نے کرشن ہونیکا بھی دعویٰ کر دیا - اب ناظرین خود انصاف کریں کہ پادری صاحب کہاں تک راستی پر ہیں پادری صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ مرزا صاحب نے عیسائیوں کی ترقی دیکھکر مہدی موعود ہونیکا دعوے کیا جس نے مسیح کیلئے راستہ صاف کرنا تھا - اور پھر مسیح کے ایلیاہ والے قول سے فایدہ اٹھاکر مسیح ہونیکا دعویٰ کر دیا ہے - اول بات کا جواب تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے قطعاً اس مہدی کے ہونیکے دعویٰ نہیں کیا جسے مسیح کا راستہ صاف کرنا تھا بلکہ جیسا کہ خود آپکے قول سے ظاہر ہے وہ خود ہی مسیح ہونیکا بھی دعویٰ کرتے ہیں پادری صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف جو ہماری الہی کتاب ہے اور بخاری جو اس کے بعد درجہ رکھتی ہے اور حدیث کی کتاب ہے اس میں مہدی اور مسیح کا الگ کہیں ذکر نہیں اور کوئی آیت یا کوئی حدیث ایسا ظاہر نہیں کرتی کہ ایک شخص مسیح کے پہلے آئیگا جو اس کا راستہ صاف کریگا - بلکہ ایک حدیث کی کتاب میں صاف طور سے آیا ہے کہ لا مھدی الا عیسٰی یعنی سوائے عیسےٰ کے اور کوئی مہدی نہیں آئیگا (مہدی موعود سے مراد ہے) پھر مرزا صاحب کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ میں مسیح کا راستہ صاف کرنیکو آیا ہوں - یہ آپ کو غلطی لگی ہے اور صرف بے علمی کا نتیجہ ہے - پھر رہا یہ الزام کہ حالت زمانہ کو دیکھ کر آپ نے دعوے کر دیا تو یہ بھی صریح غلط ہے کیونکہ یہ الزام پھر مسیح ناصری پر لگتا ہے اگر آپ کے لئے یہ کہا جائے کہ اس نے تو معجزات سے اپنا ثبوت دیا تو مرزا صاحب نے اس سے بھی بڑھ کر معجزات دکھائے ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے اور کوئی عیسائی آجتک اس کے برخلاف ثابت نہیں کر سکا - اگر اس وقت زمانہ کی حالت ایسی خراب تھی کہ مرزا صاحب

کے دل میں اس جعل کے بنانیکی ترغیب ہوئی تو اس وقت بھی تھی جیسا کہ خود مسیح کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے پھر مرزا صاحب اور مسیح میں کونسا فرق رہگیا۔ مسیح کیلئے کوئی نشان نہیں دکھلایا گیا مگر مرزا صاحب کیلئے بہت سے نشانات دکھلائے گئے ہیں آسمان پر چاند گرہن اور سورج گرہن ہوئے زمین پر طاعون اور زلازل نے لوگوں کے دلونکو ہلا دیا اور یہ تمام پیشگوئیاں اس وقت کے لئے تھیں جبکہ مسیح و مہدی کا نزول ہونا تھا پھر جب مرزا صاحب کے زمانہ میں یہ پوری ہوئیں تو اب آپ لوگوں کو کس بات سے انکار ہے مسیح کا دعویٰ بیدلیل تھا اور ان کا دعویٰ بادلیل ہے آپ لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ دونوں میں سے کون جعلساز ہے مسیح یا مرزا صاحب۔ پھر پادری صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب مسیح کے ایلیاہ نبی والے قول سے فایدہ اٹھا کر خود ہی مسیح بنگئے مگر افسوس کہ ضد اور تعصب نے یہاں بھی آپ کے دامن کو نہیں چھوڑا یہودیوں میں پیشگوئی تھی کہ ایلیاہ نبی کے آنیکے بعد مسیح آئیگا مسیح نے جب دعویٰ کیا تو لوگوں نے ایلیا نبی کے آنیکا سوال کیا تو اس نے کہا کہ یوحنا نبی ایلیا ہے مگر یوحنا نے کہا کہ میں ایلیاہ نہیں ہوں جب یوحنا خود انکار کرتا ہے کہ میں ایلیاہ نہیں ہوں تو مسیح کا دعویٰ کس طرح سچا ہو سکتا ہے ملاکی نبی کی کتاب کے رو سے آپ اس کا دعویٰ سچا نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی شخص آسمان سے اتر سکتا تھا تو ایلیا کو اترنا چاہئے تھا تو اگر یہ بات محال ہے تو مسیح بھی دوبارہ آسمان سے نہیں اتر سکتا۔ مسلمانوں میں ایک شخص کے آنے کی خبر دیگئی تھی کہ وہ مسیح بھی ہوگا اور مہدی بھی اور اس کے لئے نبی کریم نے فرمایا تھا کہ امامکم منکم یعنی تمہارا امام تم میں سے ہی ہوگا باہر سے نہیں۔ حلیہ جو مسیح ناصری کا بتایا گیا ہے وہ اور ہے جو آنیوالیکا بتایا گیا ہے وہ اور ہے پھر جو نشانات اس کیلئے بتائے گئے تھے

وہ پورے ہو چکے ہین - مرزا صاحب نے دعوے کیا اور یونہی نہین نشانات اور معجزات کیا تھے پہران کی سچائی میں کیا شک ہو سکتا ہے اور اس میں کونسی جعلسازی پائی جاتی ہے - ہاں مسیح نے دعوی کیا اور اس کیلئے جو نشان الیاس نبی کے آنیکا بتایا گیا تہا وہ پورا نہیں ہوا پس اگر جعلسازی کا الزام ہے تو اس پر ہے - اور یسوع مسیح کی جعلسازیان کرنیکی عادت ہی تھی - (عیسائیونکے یسوع کی ورنہ ہمارا مسیح جو ایک نبی اور برگزیدہ **انسان** تھا ان باتوں سے پاک تھا) اسکا باپ نہ تہا اور وہ کہتا تہا کہ میں داؤد کی اولاد سے ہوں اور یہ ایک جعلسازی تھی تاکہ لوگ اسکو مسیح مان لیں کیونکہ مسیح کیلئے داؤد کی اولاد میں سے ہونا شرط تھی مسیح نے اپنی ماں کا انکار کیا اور یہ ایک جھوٹ تھا - اسنے حواریونکو بادشاہت کا وعدہ دیا تھا کہ اور لوگ بھی پھسلائے جائیں یہ ایک جعلسازی تھی - پھر حاکم وقت کے سامنے اسبات کا انکار کیا یہ ایک جھوٹ تہا - اب ناظرین غور کرین کہ جھوٹا اور جعلساز کون ہے مسیح یا مرزا صاحب باقی رہا کرشن ہونیکا دعوے سو یہ تو اور بھی ثابت کرتا ہے کہ اسلام وہی پرانا اسلام ہے اب تک بدلا نہیں تبھی تو مسلمانوں کے گھر میں کرشن پیدا ہوا - پھر آپنے احمدیونکی تعداد کی نسبت بڑی حقارت سے لکھا ہے کہ "شاید دس ہزار کے قریب ہوں - اور تعلیم یافتہ معدودے چند ہی ہین" مگر یہ بات بالکل غلط ہے اور احمدیونکی تعداد اس سے بیس گنے سے بھی زیادہ ہے تو بھی ہم اس بات کو بھی ماننے کو تیار ہیں کیونکہ مسیح کے حواری تو کل بارہ تھے جن میں سے دو مرتد بھی ہو گئے تہے - آپکے نزدیک جو شخص خدا تھا اس نے تو دس گیارہ آدمی پیدا کیئے اور ایک مفتری (نعوذ باللہ) نے دس ہزار کی جماعت پیدا کر دی جنمیں سے کچھ تعلیم یافتہ بھی ہیں - حالانکہ مسیح کے حواری ماچھی اور محصول لئے تھے - یہ کیسے جلال اور جبروت

کی بات ہے۔ پھر جو شخص خدا سے بڑھکر کام کر سکتا ہے اسکی تابعداری میں اور اطاعت میں کیا حرج ہے۔

یہ خلاصہ ہے پادری صاحب کے مضمون کا جو تجلی میں شائع ہے جسکا جواب ہم خدا کے فضل سے کافی طور سے دے آئے ہیں اور خود قرآن و انجیل سے ثابت کر آئے ہیں کہ اسلام اب تک وہی اسلام ہے جو آدم سے لیکر نبی کریم تک اور اُن سے آجتک تھا۔ اسلام ہمیشہ نیا اور ہمیشہ پرانا ہے۔ اور اس دوران میں ان اعتراضات کا بھی جواب دے آئے ہیں جو مرزا صاحب پر کئے گئے تھے کیونکہ آج کل اسلام کی سچائی ثابت کرنیکے لئے خدا تعالیٰ نے انکی ذات کو چن لیا ہے۔ اور آخر میں عیسائی صاحبان سے بہ ادب عرض ہے کہ

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمدؑ ہے

خاکسار میرزا بشیر الدین محمود احمدؐ (ایڈیٹر)

عید الاضحیٰ

میرے سامنے ایک اخبار پڑا ہوا ہے جو لاہور سے انگریزی میں شائع ہوتا ہے اس اخبار کا نام ہارمنجر ہے جو غالباً آریوں کی طرف سے شائع ہوتا ہے اس اخبار (جو ۲۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا ہے) کے چوتھے صفحہ پر عید الاضحیٰ کے متعلق ایک مضمون ہے۔ اس مضمون کی صداقت اس سے

کسی آریہ کا مضمون ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ حضرت رسول کریم (صلعم) اور حضرت علی رضہ نے کبھی قربانی نہین کی ایسے جھوٹے فقرے کے اظہار کے بعد کسی فرد بشر کو ضرورت نہین رہتی کہ ایسے لغو مضمون کی طرف توجہ کرے لیکن صرف اس خیال سے کہ کہین کوئی نادان اس سے دھوکہ نہ کھائے مین اس مضمون پر مختصر ریمارکس کرنا چاہتا ہون۔

مضمون کی سرخی مین راقم مضمون نے "عید الضحی" لکھا ہے حالانکہ عید اضحی لکھنا چاہئے تھا۔ جب راقم مضمون کی علمیت کا یہ حال ہے پھر مین نہین سمجھ سکتا کہ اس کو کس چیز نے اس مضمون کے لکھنے پر انگیختہ کیا۔ پہلا اعتراض جو کنایتاً کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ عربی مین جو دعائین کی جاتی ہین جنکو معمولی مولوی (مذہبی علم والے) نہین سمجھ سکتے۔ اس کے جواب مین صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ اگر عربی دعاؤن کے سمجھنے والے بالفرض تھوڑے لوگ ہین تو وید کی زبان کو سمجھنے والے کتنے آدمی ہین ویدک دعاؤن کو کتنے آدمی سمجھ کر کرتے ہین اور اگر وہ نہین سمجھتے تو اپاسنا کس طرح کرتے ہین۔ پھر مین کہتا ہون کہ یہ معترض کا بیان بالکل جھوٹ ہے کہ معمولی مولوی بھی دعاؤن کے معنے نہین سمجھتے۔ مین اسکی تردید مین تعلیم الاسلام ہائی سکول کی تیسری چوتھی جماعت کے بچے پیش کر سکتا ہون جو نماز اور معمولی دعاؤن کے ترجمہ سے خوب واقف ہین پھر جو ایسی آسان چیز ہے جو تیسری چوتھی جماعت کے طلبا کر سکتے ہین اگر ایک بڑا آدمی نہ کر سکے تو یہ اسکی اپنی غلطی ہے یا مذہب کی علاوہ ازین مسلمانون کو

نماز مین اُردو مین دُعائین کرنے کی اجازت ہی۔ مین نہین معلوم کرسکتا کہ یہ اعتراض کس بنیاد پر اُٹھایا گیا ہے جبکہ خود اُسکے اپنے مذہب پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کاش کے غور کرنے والے تدبّر کرین

پھر معترض عید اضحیٰ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے یہ اعتراض کرتا ہے کہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس عید کی ابتدا کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے تھے اس لئے یہ چار ہزار سال سے ہے اور اِس وجہ سے یہ عید یہودیون سے تعلق رکھتی ہے نہ مسلمانون سے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ صاحب مضمون کو یہی علم نہین ہے کہ مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا (ترجمہ) حضرت ابراہیم یہودی نہ تھے اور نہ نصرانی تھے اور لیکن وہ یک طرفہ مسلمان تھے قرآن شریف سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسلام کو ایک خاص نسبت ہی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے یہ نام رکھا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین ہے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (ترجمہ اُسی نے (حضرت ابراہیم ع نے) ہمارا نام مسلمان رکھا ہے) مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ اقسم مضمون یہ بھی نہ کہدے کہ اسلام کوئی مذہب نہین۔ چونکہ اِسکی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہے اس لئے یہ یہودیت کے ماتحت ہی۔ نہ اسلام علیحدہ مذہب ہے صاحب مضمون کو یہ بھی علم نہین کہ آیا یہودیت پہلے سے شروع ہوئی ہے یا حضرت ابراہیم ع پہلے گذرے ہین۔ پھر ان کے ایک عرصہ دراز کے بعد (جو راقم مضمون کے حساب سے چھ سات سو سال کا عرصہ ہوتا ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوئے جنکی

امت کو یہودی کہا گیا۔ پھر تعجب ہے کہ یہ عید یہودیون سے کس طرح تعلق رکھتی ہے
جس صورت مین اسکی بنیاد اس وقت پڑی ہو جبکہ یہودی بالکل نہ تھے قرآن کریم
تو بار بار یہی کہتا ہے کہ مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰهِیْمَ (یعنے تمہارے باپ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا یہی مذہب ہے) پھر اگر راقم مضمون نے یہ ثابت کر دیا کہ عید کی ابتداء
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی ہے نہ کہ اسلام سے تو کونسی بڑی بات ہے جبکہ
ہم خود بار بار یہی اقرار کرتے ہین کہ یہ مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے +
جس بات کو معترض نے قابل اعتراض ٹھہرایا ہے وہ بات دراصل اسلام کی ایک خوبی
ہے وہ یہ کہ اس بات سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام تیرہ سو سال سے نہین،
بلکہ ابتدا سے یہی مذہب ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اسکا پہنچنا
میرے مخالف نے خود قبول کیا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ جتنے نبی آئے ہین وہ یہی
اصول لیکر آئے ہین جو اسلام کے اصول ہین۔ اور اس بات کے ثبوت ہین ہم یہ
شہادت پیش کرنیکو تیار ہین۔ کہ ہر ایک نبی نے وحدانیت کی ہدایت فرمائی ہے
جو اسلام کی جڑھ ہے۔ پھر جس طرح عیسائیون نے تثلیث قایم کی۔ اسی طرح اور مذاہب
مین خرابی پڑ گئی اسلئے خدا تعالیٰ نے بار بار نبی بھیجے بالآخر خدا تعالیٰ نے
حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اس نبوت کے سلسلہ کو ختم کر دیا اور آپ کو
ہر طرح سے کامل اور سچا مذہب عنایت کیا گیا جسمین وہ تمام خوبیان جمع کر دی گئین
جو پہلے مختلف نبیون کو مختلف طور پر دی گئی تھین یا جن کی آئندہ کے لئے ضرورت
تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

(آج ہمنے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تمپر اپنی نعمت کو پورا کردیا اور ہمنے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا) پھر آپ کے بعد اس بنا پر کہ دوسرے مذاہب کی طرح اسمین بھی کوئی نقص واقع نہ ہو۔ خدا تعالےٰ ہر صدی کے سر پر اپنی طرف سے کوئی مجدد و مبعوث فرماتا ہے جو دین کی تجدید کرتا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ آجکل بھی ایک ایسا مجدد ہے جس کیلئے دنیا کے تمام مذاہب کی کتابون مین مختلف طور پر پیشگوئیان موجود ہین اور دنیا کے تمام مذاہب اس مجدد کا یہی وقت بتاتے ہین جسکی آنکھین ہین وہ اگر دیکھ لے۔ اور جس کے کان ہین وہ اگر سن لے۔ اور جو یہان آنے کی طاقت نہین رکھتا وہ آپ کی تصانیف کو پڑھ لے یا سن لے۔ یا کم از کم سکھرام کا نشان ہی دیکھ لے کہ کس طرح قبل از وقت کہا گیا تھا کہ:۔

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ

پھر اس نادان دشمن نے کس طرح تیغ بُرّان محمد (صلعم) کا مزا چکھا ہے۔ غرضکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کسی بات کا لینا خوبی اور صداقت اسلام ہے۔ کیونکہ اسلام کا دعوےٰ ہے ملّۃ ابیکم ابراھیم اور یہ اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

اِس کے آگے چلکر راقم مضمون لکھتا ہے کہ جبکہ عید کی ابتدا ہوئی ہے اس وقت وحشیون کا زمانہ تھا اور چونکہ اس زمانہ کی دولت مویشی اور کچھ نقدی

ہوتی تہی اور جو انسان کہاتا ہے وہی خدا کے لئے دیتا ہے اِس لیئے اُس زمانہ
مین قربانی کی زیادہ ضرورت تہی اِس عبارت سے صاحب مضمون کا یہ منشا ہے کہ چونکہ اُس
زمانہ مین لوگ وحشی تہے اور عام طور پر اُنکا گذارہ مویشیون پر ہوتا تہا۔ اِس لیئے
عید مین قربانی رکہی گئی تہی۔ اب اسکی اصلاح کرنی چاہیئے۔ مین اس کا جواب
انشاء اللہ آگے چل کر دونگا جہان صاف طور پر یہ عبارت ہے۔ یہان مین اسجگہ
صرف یہ سوال کرون گا کہ کیا وید کی شرتیان اس امر کو بیان ..... کرتی ہین کہ
ابتدائے زمانہ مین جبکہ مویشیون کی کثرت ہوگی تم مویشیون پر گذارہ کیا کرو۔ اور
بعد مین تہذیب کے زمانہ مین مویشیون کا کہانا کلیتہً ترک کر دینا اگر اسکے پہلے حصہ
کا وید مین ذکر نہین یعنے گوشت خوری کی اجازت نہین تو مجہے اس امر کا جواب
دیا جاوے کہ ابتدائے زمانہ مین جبکہ مویشی اور روپیہ ہوتا تہا (جیسا کہ صاحب
مضمون نے لکہا ہے) تو اگر آریہ مذہب ابتدائے آفرینش سے ہی تو اس وقت
کے آریہ کیا کہایا کرتے تہے اگر گوشت خوری کی اجازت ہی تو پہر کیا یہ جانورون
پر رحم صرف ہماری دکہانے کے لئے ہی کیا جاتا ہے یا کچہہ اور بہی غرض ہے۔ مجہے
اس بات کا خوب علم ہے کہ آریہ مذہب مین گوشت خواری کی اجازت ہی بڑی
بہاری مشال کے طور پر مین اس وقت آریون کی اس پارٹی کو پیش کرنا چاہتا
ہون جنہون نے گوشت خوری کا جواز اپنے مذہب سے ثابت کیا ہے پہر معلوم
کہ ہمپر بار بار مختلف طور پر کیون اعتراض کیا جاتا ہے کیا آریہ صاحبان نے یہ
فیصلہ کر لیا ہے کہ مسلمانون کے دل دکہا کر ہم فتح پا جائین گے۔ یا وہ ہم سے

بدلا لینا چاہتے ہین کہ ہم کیون ایجی ٹیشن مین شامل نہین ہوئے - اگر وہ ہمارے
بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام فداہ ابی و امی پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ حضرت
ابراہیم رضؓ وحشی زمانہ مین گذرے ہین تو کیا کرئی آریہ مجھے اس بات کا جواب
دیگا کہ رشی کون تھے؟ کتنے تھے؟ اُن کے اخلاق کیسے تھے؟ یا
صرف یہ ثبوت ہے کہ چونکہ وہ رشی تھے اس لئے نیک تھے مجھے یہ بھی بتایا جاوے
کہ کیا ان شیون نے کبھی گوشت نہین کھایا -

اِس کے آگے چل کر صاحب مضمون کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اس قربانی کے رد کرنے کیلئے فرمایا کہ تجھے قتل نہین کرنا چاہئے صاحب مضمون
کو یہ بھی معلوم نہین کہ قتل اور قربانی مین فرق ہوتا ہے - اور قتل بھی ہر طرح کا منع
نہین بلکہ خاص صورتون مین قتل کی بھی اجازت ہے - اگر تجھے شک ہے تو اپنے
وید مین دیکھ لے - جہان دشمنون کے ہلاک کرنے کیلئے مختلف پیرائون مین
دعائین کیگئی ہین - اب سے بڑھکر کیا توفیح کی وہ مفتاح جو دشمن کی سپاہ کی توپون
کے بالمقابل کام آتی ہے بھول گیا ہے جسکو باوا دیانند جی مہاراج نے بیان

۱؎ باوا صاحب فرماتے ہین کہ جب دشمن کے پاس توپین ہون تو تم زمین پر لیٹ جاؤ اور سانپون
کی طرح زمین کیساتھ ساتھ چلکر دشمن کی توپون تک پہنچ جاؤ اور وہان پہنچکر انکی توپون کے منہ
انکی طرف پھیر کر انکو مار دو - (یہ خیال رہے کہ یہ تجویز اُسوقت مفید ہوگی جبکہ دشمن سب کے سب اندھے
ہون جو اپنے دشمنون کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھ نہ سکین اور توپین خالی چل رہی ہون تاکہ راستہ مین
کوئی آریہ مجروح نہ ہو جاوے اور دشمن بالکل کمزور ہون تاکہ ایک آریہ ان سب سے توپین چھین سکے)
خبر ہاوین کہ یہ کیسی معقول تجویز ہے - یہ باوا صاحب کی عقل کا نمونہ ہے آپ بھی باوا صاحب
کی اس عقلمندی سے فائدہ اُٹھاوین اور ضرورت کیوقت اس تجویز پر عمل کرنیکیلئے تیار ہو جاوین - منہ

فرمایا ہے جسکی مثال بگلے کی آنکھون مین موم ڈال کر پکڑنیکی ہے۔

جس قتل کی ممانعت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی ہے قرآن کریم نے بھی اس قتل کی اجازت نہین دی۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (یعنی جو شخص نفس کو بغیر قصاص یا زمین مین فساد ہونیکے اندیشہ کے کسیکو قتل کردے تو گویا اس نے تمام آدمیون کو قتل کردیا) مین قربانی اور قتل کے فرق کو انشاء اللہ تعالےٰ بعد مین چلکر ذکر کرونگا ۔

آگے چلکر صاحب مضمون لکھتا ہے کہ ایک بات غور طلب ہے اور وہ یہ کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے مورتون سے پوچھا تھا کہ کیا تم بیمار ہو کہ تم وہ خوراک نہین کھاتے جو تمہارے آگے رکھی جاتی۔ یہ بات بالکل بیہودہ اور بے بنیاد اور صریح کذب ہے کہین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا کلمہ بیان نہین فرمایا اگر واقعی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے تو مجھے اس کتاب کا حوالہ دین جہان سے آپ نے دیکھا ہے انشاء اللہ تعالےٰ اس کا جواب ضرور عرض کرون گا۔ خدا تعالےٰ کے نبی اتنی بودی دلیل پیش نہین کیا کرتے یہ آپ پر افترا ہے۔ رہی یہ بات کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ نہین۔ وہ فرماتا ہے

لن ینال اللہ لحومہا ولا دمائہا ولاکن ینالہ التقویٰ منکم

(یعنی خدا تعالےٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہین پہنچتا لیکن اسے تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے) اِس آیت مین خدا تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے۔ کہ مجھے گوشت تو نہین ملتا

ہان اگر تم پاک دل سے اور تقویٰ کیلئے یہ کام کرو تو مین اِسکا اجر دون گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانیان اگر نیک نیتی سے کیجائین تو خدا تعالیٰ تک پہنچتی تو ضرور ہین فہی المقصود۔ باقی رہے بُت وہ تو یہ جواب بھی نہین دیتے کہ پہنچتی ہین کہ نہین تاکہ اور نہین تو انسان کو تسلی ہی ہوجاوے کہ مین ایک فضول کام نہین کرتا ہون

اس کے بعد صاحب مضمون غور طلب والی بات نمبر ۲ کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہین کہ ہم روحانی طور پر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہین وہ قربانی کے معاملہ مین بالکل اسکے برعکس کرتے ہین کیونکہ وہ مادی طور پر عبادت کرتے ہین اِسلئے کہ وہ گوشت پیش کرتے ہین اور گوشت مادّی چیز ہے۔ در اصل بات یہ ہے کہ قربانی خدا تعالیٰ کے قرب حاصل کرنیکے لئے کی جاتی ہے جس طرح انسان اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ مین دیتا ہے اِسی طرح جانورون کی قربانی بھی ضروری ہے۔ اِس سے ایک معمولی فایدہ یہ ہوتا ہے کہ بعض رشتہ دار انسان کے ایسے ہوتے ہین جن کو غربت کی وجہ سے کبھی گوشت نہین ملتا اور انسان کیلئے یہ مشکل ہوتا ہے کہ اُن کو ایسی چیزین بہم پہنچائین۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ایک ایسا طریقہ رکھا ہے کہ کم از کم انسان سال بھر مین ایک دفعہ تو ضرور ایسے غریب رشتہ دارون کیلئے ایسی چیز مہیا کر ہی دیتا ہے جس سے ان کے تعلقات بڑھتے ہین اور اتحاد کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ پھر محبت کیلئے اپنے ساتھیون مین تحفے تحایف کی ضرورت پڑتی ہے۔ بعض غریب آدمی اپنے ساری ساتھیون کو کوئی چیز نہین بھیج سکتے ایسے موقعہ پر وہ چھ سات روپے مین ایک بکرا ذبح کرکے

اپنے بہت سے ساتھیون کو ایک چیز بھیج سکتے ہیں اگر اسکی بجائے کوئی اور چھوٹی سی چیز اپنے سے کسی امیر کے گھر مین بھیجے تو شرم آتی ہے مگر اس طریق سے وہ اِس بات سے متمتع ہو سکتا ہے - پھر ایک بڑا بھاری اور اصلی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے تمہارے لئے جانورون کو مسخر کیا ہے تم انکو قربانی کرکے کھاتے ہو - اس پر میرا شکر یہ ادا کرو جس نے تمہارے لئے یہ چیزین مہیا کی ہین اور تم بھی مجھپر اپنے آپ کو اسی طرح قربان کر دو - جس طرح تم اِن جانورون کو قربان کر دیتے ہو اور وہ اُف تک بھی نہین کر سکتے - اِس لئے تم یہ بات خوب سمجھ لو کہ جس طرح بیجد جانور میری راہ مین ذبح کرتے ہو تم بھی تیار رہو اپنی قربانی روحانی طور پر کر دو اور اگر ظاہر طور پر میری راہ مین قربان ہونیکی ضرورت پڑے تو ہرگز دریغ نہ کرو جیسا کہ یہ جانور تمسے دریغ نہین کرتے - چونکہ انسان کی فطرت مین یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ مثال سے بہت جلد سمجھ جاتا ہے - اسلئے سال بسال اِن قربانیون سے اسے یاد دلایا جاتا ہے کہ جس طرح تمہارے بزرگ حضرت اسمعیل علیہ السلام خدا تعالیٰ کی راہ مین اپنی قربانی دینے کیلئے تیار ہو گئے تھے (بلکہ اپنے آپ کو قربان کر ہی چکے تھے) اسلئے تم بھی قربانی کے لئے تیار رہو) اور تم اپنی خواہشات وغیرہ کو چھوڑ دو - اب غور کرنا چاہیئے کہ قتل کرنے اور قربانی مین کس قدر فرق ہے - قتل تو کسی کو یونہی مار دیتا ہے اور قربانی اِس ارادہ سے کی جاتی ہے کہ تا یہ معلوم ہو جاوے کہ جس طرح مین یہ جانور ذبح کرتا ہون - میں بھی اسی طرح خدا کی راہ مین ذبح ہونیکے لئے تیار ہون چونکہ جب انسان اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ مین ذبح کر دیتا ہے تو پھر گناہ نہین کر سکتا

پس قربانی سے گناہ اسی طرح دور ہوتے ہین کہ انسان پچھلے گنہ چھوڑ دیتا ہے اور آیندہ نیکی کیطرف رجوع کر لیتا ہے کیونکہ اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اِسی طرح ایک دن ذبح ہو جانا ہے۔ گذشتہ گناہون کیلئے معافی طلب کرنا اور آیندہ کیلئے اُنکی جگہ نیکی کرنا ہی توبہ ہے اور یہ بات قربانی سے بھی حاصل ہوتی ہے اِس لئے یہ بات بھی خدا تعالیٰ کے قریب پہنچانے کی ایک صورت ہوتی ہے۔ لہذا یہ بات صاف ہو گئی کہ اس مادی عبادت کے اندر روحانی عبادت مخفی ہوتی ہے۔

پھر آگے چل کر میرا مخالف کہتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ قربانی سے گناہ دور جاتے ہین اور یہ خیال بالکل غلط ہے۔ میں اِس امر کو ابھی حل کر چکا ہوں کہ قربانی سے کس طرح گناہ دور ہو جاتے ہین اِسلئے اِس کے دوہرانے کی یہان ضرورت نہین ہے۔

اِسکے آگے چلکر صاحب مضمون یہ کہتا ہے کہ یسوع مسیح نے جو یہودیون کا آخری مُصلح ہے قربانی کرنے کی ممانعت کی ہے جسکی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجازت دی تھی۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے اور یہ مقولہ بھی سچا ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد ایک کالم مین یہ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قربانیون سے منع کیا تھا اور دوسرے کالم میں یہ لکھدیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ممانعت کی ہے جسکی اجازت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ ناظرین اس تضاد کو ملاحظہ فرماوین جو اس کے جواب کیلئے کافی ہے

پھر آگے چلکر راقم مضمون اِس طرح پر گوہر افشانی کرتا ہے کہ یہ بات آسانی سے

بیان نہین کی جاسکتی کہ مسلمان کیون اصلاح نہین کرتے جبکہ دوسرے تمام آدمی اپنے اپنے مذہب کی اصلاح کر رہے ہین ..... صرف مسلمان ہی ۱۳۰۰ سال پیچھے پڑے ہوئے ہین - اِس اعتراض کے جواب مین پہلی بات یہ دریافت طلب ہے کہ کیا آریون نے اُس بے حیائی کی رسم (جسکو نیوگ کہتے ہین اور جو ایک قسم کا زنا ہوتا ہے) چھوڑ دی ہے اگر نہین چھوڑی تو کیا وہ آئندہ کیلئے ایسی رسمون کو چھوڑنے پر آمادہ ہین - اِسکے بعد مین یہ دریافت کروں گا کہ جب چودہ سو سال تک بھی ایک مذہب اپنے اصلی اصولون پر نہین چل سکتا .. بلکہ اسکی اصلاح کی ضرورت سمجھی جاتی ہے تو وہ مذہب کس طرح سچا مذہب ہوسکتا ہے جو ابتدائے آفرینش سے ہے اور اسمین کسی قسم کی اصلاح کی ضرورت نہین - پھر مین یہ دریافت کرتا ہون کہ پرانے زمانے مین جو قربانی ہندو لوگ دیتے تھے - کیا وہ سب وید کو تسلیم نہین کرتے تھے - اگر وید کے مطابق دیتے تھے تو آپ کیون نہین دیتے کیا اِس زمانہ کے آپ مُصلح آریون کے خدا سے زیادہ عقل رکھتے ہین جنکو اس اصلاح کی ضرورت پڑی کہ اب قربانی نہ دی جاوے -

کیسی لغویات ہے کہ خدا تعالی کی طرف سے کوئی مذہب آوے اور اسکی اصلاح انسان کرے - پھر خدائی مذہب تو نہ رہا - انسانی مذہب ہوا - ہان جو اصلاح کرینگے خدا تعالی کا منشاء ہے وہ ہر وقت ہوتی رہتی ہے - جو خدا تعالی ان بندون کی معرفت کرتا ہے جن کو وہ خود بھیجتا ہے اسلام کو اِس سے زیادہ اصلاح کی ضرورت نہین - ایسا مُصلح جسکو خود خدا تعالی نے بھیجا ہے اس وقت بھی موجود ہے جیسا کہ مین اوپر ذکر کرچکا ہون

پھر آگے چلکر آپ بیان فرماتے ہین کہ قربانی کے معنی نزدیکی کے ہین اس لئے جانورون کا قتل جایز نہین - چونکہ ہم دکھا چکے ہین کہ قربانی خدا تعالی کی نزدیکی کا ایک موجب ہے اسلئے اس پر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت نہین ۔

پھر راقم مضمون نے ایک یہ اعتراض کیا ہے کہ بعض لوگ غریب ہوتے ہین وہ قربانی نہین کر سکتے - میں کہتا ہون کہ ہمارا مذہب یہی تو کہتا ہے کہ لا یکلف اللہ نفسًا الّا وُسعہا - پھر کسی مین وسعت نہین تو قربانی نہ کرے - یہ صاف بات ہے کوئی غریب اس امر پر مجبور نہین کہ وہ قربانی ضرور کرے -

اِس کے آگے چلکر صاحب مضمون کہتا ہے کہ حضرت علی رضہ اور حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی قربانی نہین کی - مسلمانون کو چاہیئے کہ اُنکے نمونہ کی پیروی کرین -

یہ ایک ایسا سیاہ جھوٹ ہے جسکی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی اسلام مین سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی قربانی کی ہے کیونکہ آپ بانی مذہب ہین اِس لئے آپ نے نمونہ دکھایا - اسکے ثبوت مین کوئی دلیل پیش کرنا حماقت ہے کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے اور تاریخ واضح طور سے اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ آپ نے بہت دفعہ قربانی کی ہے اور بعض دفعہ اِس قدر قربانی کی ہے کہ آپ قربانی کرتے کرتے تھک گئے - چنانچہ ایک دفعہ حضرت علی رضہ نے بقیہ اونٹ ذبح کئے تھے - مین پسند نہین کرتا تھا کہ مین کوئی دلیل پیش کرون کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضہ نے قربانی کی تھی کیونکہ جو اس امر

واقعی سے انکار کرتا ہے وہ جان بوجھکر اندھا ہونا چاہتا ہے - اور ایسے آدمی کا کوئی علاج نہین ہے۔

اِس سے آگے چلکر صاحب مضمون اپنی حماقت کو اس طرح پر ظاہر کرتا ہے کہ وہ لفظ (Sacrifice) سیکرفائس کے معنے بیان کرتا ہے حالانکہ اگر اس سے دریافت کیا جاوے کہ تیرے پاس اِس امر کا کیا ثبوت ہے کہ قربانی کے معنے ٹھیک طور پر اس لفظ مین آجاتے ہین - میرا یہ دعوے ہے کہ اس لفظ کے ٹھیک ٹھیک معانی اس لفظ مین نہین آتے - بلکہ چونکہ عربی فصیح زبان ہے اور انگریزی مین اس معنے کے ادا کرنے کیلئے کوئی لفظ نہین ملسکتا جو قربانی میں مدنظر رہتے ہین اِس لیے یہی لفظ اُس کے ترجمہ مین استعمال کیا گیا ہے - ورنہ یہ ٹھیک ترجمہ نہین ہے۔

مذکورہ بالا چند سطور مینے ہارپنجر کے ایک مضمون پر مختصر طور پر ریمارک کرتے ہوئے لکھی ہین جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مضمون نویس نے ایک تو سیاہ جھوٹ یہ لکھا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضؓ نے قربانی نہین کی اور دوسرے وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ مسلمانون کو چاہیئے کہ اپنے مذہب کی اصلاح کرین - اور اس سے اُس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کوئی مذہب جو ابتدائے آفرینش سے ہو قابل تقلید نہین ہوسکتا کیونکہ اسلام بھی جس کو چودہ سو سال کے قریب ہوئے ہین قابل اصلاح ہوگیا ہے - بہرحال اب مین اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے اپنے ناظرین کو امید دلاتا ہون کہ صاحب مضمون

سے اِس بات کے سننے کے منتظر رہین کہ آریون نے اس وقت تک کس کس امر کی اصلاح کی ہے اور آیندہ کس کس امر کی اصلاح کرنا چاہتے ہین - اور کیا نیوگ کا مسئلہ بھی اسی قسم کا ہے کہ اُسکی اصلاح ہونی چاہیئے ۔

عبدالرحیم از قادیان دارالامان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاددہانی

جن احباب کیطرف بقایا ہے - وہ برائے مہربانی بہت جلد اپنے بقایا ادا کرنیکی کوشش کریں - اور ۱۹۰۸ء کی قیمت بطور پیشگی ارسال فرماوین -

اطلاع

بعض احباب رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۲ کے لئے تقاضا کرتے ہیں - ایسے احباب کیخدمت میں باادب عرض ہے - کہ ابھی رسالہ مذکور شائع نہیں ہوا شائع ہونے پر انشاء اللہ سب خریداران کے نام روانہ کیا جاویگا - مینیجر

نمبر ۱۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا میں باوجود علالت طبع کے اور باوجود ایسی حالتوں کے مینے تجویز کیا کہ شاید زندگی میں سے چند دم باقی ہیں آپ کو دعا کرنیمیں فراموش نہیں کیا بلکہ انہیں حالات میں درد دل سے دعا کی ہے اور اب تک میرے جوش میں کمی نہیں ہے میں نہیں جانتا کہ اس خط کے پونچنے تک کتنی دفعہ دعا کا موقعہ ملیگا میں ہرگز باور نہیں کرتا کہ یہ دعائیں میری قبول نہ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ جہانتک انسان کیلئے ممکن ہو سکتا ہے آپ اس گھڑی کے یقین دل سے منتظر رہیں جب کہ دعاؤں کی قبولیت ظاہر ہو ایک بڑے یقین کیساتھ انتظار کرنا بڑا اثر رکھتا ہے میں آپ کو نہیں بتلا سکتا کہ میں آپکے لیئے کس توجہ سے دعا کرتا ہوں یہ حالت خدا تعالیٰ کو خوب معلوم ہے ان دنوں میں میری طبیعت بہت بیمار ہو گئی تھی ایک دفعہ مرض کا خطرناک حملہ بھی ہوا تھا مگر شکر باری ہے کہ اس وقت میں بھی مینے بہت دعا کی ہے اور اب تک طبیعت بہت کمزور ہے اس لئے کتاب کی تالیف میں بھی ہرج ہے ایک نہایت ضروری امر کے لئے آپکو لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ مدراس میں ایک میلہ یوز آسف کا سال بسال ہوا کرتا ہے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ میلہ کرتے ہیں وہ یوز آسف کس کو کہتے ہیں اور کس مرتبہ کا انسان اس کو سمجھتے ہیں اور نیز ان کا کیا اعتقاد ہے کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور کس قوم میں سے تھا اور کیا مذہب رکھتا ہے اور نیز یہ کہ کیا اسجگہ کوئی یوز آسف کا کوئی مقام موجود ہے اور کیا ان لوگوں کے پاس ... کوئی ایسی تحریریں ہیں جن سے یوز آسف کے سوانح معلوم ہو

سکیں اور ایسا ہی دوسرے حالات جہانتک ممکن ہو سکے دریافت کر کے جلد تر مجھکو
اس سے اطلاع بخشیں کیونکہ اس وقت کہ جواب آوے یہ کتاب معرض التوا میں رہیگی
اور میں نے باوجود ضعف طبیعت کے نہایت ضروری سمجھکر یہ خط لکھا ہے اللہ تعالیٰ
خیر و عافیت سے اس خط کو پہنچاوے باقی خیریت ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۱۱ جون ۱۸۹۹ء

نمبر ۱۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ دو صد روپیہ
مرسلہ آنمکرم مجھکو ملگیا اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ وہ معاملہ رحمت اور فضل اور کرم کا کرے جو
آپ اس کی راہ میں اور اس کے بندہ کی مدد میں کر رہے ہیں آمین ثم آمین۔ اسجگہ محمد حسین
اور اس کے گروہ کیطرف سے مقدمہ میں فتح پانیکے لئے بڑی طیاری ہو رہی ہے
اور وکیلوں کو دینے کیلئے شہروں میں اس کے لئے چندہ جمع ہو رہا ہے اور مجھے معلوم
ہوا ہے کہ انہوں نے دوسری قوموں سے بھی اتفاق کر لیا ہے بظاہر مقدمہ ایک خطرناک
صورت میں ہو گیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے کام انسان کے کام سے الگ ہیں اب ۵ جنوری ۹۹ء
قریب آگئی ہے جو تاریخ پیشی ہے میں نے آنمکرم کے بلانیکے لئے ایک تو اس وجہ سے تار نہیں
بھیجا کہ غالباً راہ میں دقتیں ہیں جالندھر کے ضلع میں بھی طاعون ہے دوسرے یہ بھی خیال رہا
ہے کہ اس مقدمہ میں معلوم نہیں کہ قادیان رہوں یا انتقال مقدمہ تک حاضر کچہری رہنا
پڑے یہ ایک آخری ابتلا ہے جو محمد حسین کیوجہ سے پیش آگیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے
فضل سے راضی ہیں اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ ہمیں ضائع نہیں کریگا مخالفوں نے اپنی
کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کام فکر اور عقل سے باہر

ہیں زیادہ خیریت ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۲ رجون ۹۹ء

نمبر ۱۴

مخدومی مکرمی اخویم سید محمد صاحب سلمہ۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ ایکسو روپیہ مرسلہ بذریعہ ڈاک پہنچگیا جزاکم اللہ خیر الجزا آمین ثم آمین۔ میرے گھر میں پیدائش لڑکے کیوقت بہت طبیعت بگڑ گئی تھی مگر الحمد للہ اب ہر طرح سے خیریت ہے عجیب بات ہے کہ قریباً چودہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میری اس بیوی کو چوتھا لڑکا پیدا ہوا ہے اور تین پہلے موجود ہیں اور یہ بھی خواب میں دیکھا تھا کہ اسپر چہارم کا عقیقہ ہوا ہے دوشنبہ یعنی پیر ہوا ہے اور جس وقت یہ خواب دیکھی تھی اس وقت ایک بھی لڑکا نہ تھا یعنی کوئی بھی نہیں تھا اور خواب میں دیکھا تھا کہ اس بیوی سے میرے چار لڑکے ہیں اور چاروں میری نظر کے سامنے موجود ہیں اور چوتھے لڑکے کا عقیقہ پیر کو ہوا ہے اب جبکہ یہ لڑکا یعنی مبارک احمد پیدا ہوا تو وہ خواب بھول گیا اور عقیقہ اتوار کے دن مقرر ہوا لیکن خدا کی قدرت کہ اس قدر بارش ہوئی کہ اتوار میں عقیقہ کا سامان نہ ہو سکا اور ہر طرف سے حارج پیش آئی ناچار پیر کے دن عقیقہ قرار پایا پھر ساتھ یاد آیا کہ قریباً چودہ برس گذر گئے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ ایک چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا عقیقہ پیر کے دن ہوگا تب وہ اضطراب ایک خوشی سے مبدل ہوگیا کیونکہ خدا تعالےٰ نے اپنی بات کو پورا کیا اور ہم سب زور لگا رہے تھے کہ عقیقہ اتوار کے دن ہو مگر کچھ بھی پیش نہ گئی اور عقیقہ پیر کو ہوا یہ پیشگوئی بڑی بھاری تھی کہ اس چودہ برس کے عرصہ میں یہ پیشگوئی کہ یہ چار لڑکے پیدا ہونگے اور پھر چہارم کا عقیقہ پیر کے دن ہوگا انسان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس مدت تک کہ چار

لڑکے پیدا ہو سکیں زندہ بھی رہیں یہ خدا کے کام ہیں مگر افسوس کہ ہماری قوم دیکھتی ہے پھر آنکھ بند کرتی ہے بیٹے دو روز ہوئے یا کم و بیش آپکو خواب میں دیکھا تھا مگر مجھے اس کا بسر نامعلوم رہا اس لئے صرف بار بار دعا کی گئی زیادہ خیریت ہے والسلام آنمکرم کی مشک مرسلہ بھی مجھکو پہنچ گئی ہے خدا تعالیٰ آپ کو متواتر خدمات کا بہت بہت اجر بخشے اور بہت سی برکتیں آپ پر نازل کرے عنبر سفید درحقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے اور دورانِ خون تیز کرتا ہے یہ بھی اللہ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامن گیر ہے کہ ان چیزوں کی حاجت پڑتی ہے مجھے دراصل دو دائمی بیماریاں ہیں ایک یہ دل کی بیماری اور ایک کثرت بول یہ اس لئے ہوا تا وہ حدیث پوری ہو کہ وہ مسیح موعود دو زرد چادروں کیساتھ نازل ہوگا اہل تعبیر لکھتے ہیں کہ دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں یہ بشریت کے لوازم ہیں۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۲۷ جون ۱۸۹۹ء

نمبر ۱۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پونچا اس عاجز کی طبیعت ہنوز کسی قدر علیل ہے کہانسی اور زکام کا عارضہ ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفا بخشے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ جو وقت مجھے وہ دعا ۔۔ آئی جو اپنی قبولیت ساتھ رکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ سب غم آپکے دور کر دیگا آپکے خیال میں یہ سب کام مشکل ہیں مگر خدا تم کے آگے آسان ہیں آپ اطمینان رکھیں اور ہرگز بیقرار نہ ہوں میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ آپکو تجربہ کے بعد کہ خدا تعالیٰ ایسا قادر ہے پھر ایسی بیقراری کبھی محسوس نہ ہوگی میں بیمار ہوں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ آپکو یہ موقعہ پیش آوے مگر بہر حال دعا میں مصروف ہوں۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۲۹ مارچ ۹۹ء

یہاں سکول کا ایک چوہڑہ بڑے زور سے کہتا پھرتا تہا کہ خواہ کچھہ ہو جائے مین تو عیسائی ہونگا
پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کسی شخص کے ظلم سے تنگ آکر چوہڑہون نے صلاح کی تہی کہ چلو
عیسائی ہو جائین مفت مین کہانیکو ملیگا اور ہر طرحکا آرام رہیگا اور اسکو بہی کہا گیا
تہا کہ تو بہی چل مگر اسکو پسند نہ تہا اس لئے نہین کہ وہ اپنے اعتقاد پر پکا تہا بلکہ اس لئے
کہ وہ اس شخص کی دست بردسے محفوظ تہا کیونکہ سارا دن سکول مین گذارتا تہا
بیگار مین اسے کوئی کس وقت پکڑتا اور پھر کہانیکو خوب کافی ملجاتا تہا۔ پس عام طور پر
عیسائیون کی ترقی کا یہی باعث ہے۔ یا قحط کے موقعہ پر یہ غریب بہوکے مرتے
لوگون کے بال بچے اپنے ساتہہ لے جاتے ہین اور اُن کو بچپن سے انجیل کی تعلیم
دیتے ہین تاکہ بڑے ہوکر وہ ان کے دام مین پہنس جائین اور وہ جو ہوش و حواس
میں ہوکر ان مین داخل ہوتے ہین اُن میں سے اکثر ایسے ہوتے ہین جو گناہون کے
مسئلہ کو گناہون کیلئے کافی سمجہہ کر ہر طرح کی عیاشی کا میدان کھلا دیکہتے ہین اور
اس سے زیادہ اور کہین پناہ کی جگہ نہین پاتے۔ ہان آجکل آریون نے نیوگ کا مسئلہ
جاری کر کے عیسائیون سے نصف بازی لیجانیکی کوشش کی ہے جسمین کسی حد تک وہ
کامیاب بہی ہو گئے ہین اور اگر ان مین غیر قومون کے تو آریون سے نیوگ کرانے اور
اپنی لڑکیان اُنکو دینے کی اجازت ہو گئی تو امید ہے کہ عیسائی اپنا بہت سا شکار
کھو بیٹہین گے۔ کیونکہ عیسائی تو صرف مال اور آزادی کی طمع دیتے ہیں وہان مزید برآں نیوگ
کی طمع بہی ہوگی۔ مگر کیا ایسی ترقیان۔ ترقیان کہلا سکتی ہیں یا ایک دین کی سچائی کا ثبوت ہو سکتی ہیں ہرگز نہیں۔
بلکہ عقلمند جانتے ہیں کہ یہ ایک سیاہ داغ ہے جو کبہی بہی مٹ نہیں سکتا۔ والسلام ایڈیٹر

امرا فرمایا کہ آج کل کے نواب اور امرا عیاشی میں پڑے ہوئے ہیں دین کی طرف بالکل توجہ نہیں۔ ہر قسم کے عیش و عشرت کے کاموں میں مصروف ہیں۔ مگر دین سے بالکل غافل ہیں اور دوسرے آدمی بھی جب ان کو کوئی بڑا عہدہ ملتا ہے یا کسی اعلےٰ جگہ پر مقرر ہوتے ہیں تو پھر غافل ہو جاتے ہیں۔ اور بالکل مخلوق کی بہتری کا خیال نہیں رہتا دنیا میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب انسان کسی اعلےٰ مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہ مغرور ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اس عرصہ میں بہت کچھ نیک کام کر سکتا ہے۔ اور بنی نوع انسان کو فایدہ پہنچا سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اگر تم میرا شکر ادا کرو تو میں اپنے احسانات کو اور بھی زیادہ کرتا ہوں اور اگر تم کفر کرو تو پھر میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔ یعنی انسان پر جب خدا تعالےٰ کے احسانات ہوں تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور انسانوں کی بہتری کا خیال رکھے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور اُلٹا ظلم شروع کر دے تو پھر خدا تعالےٰ اُس سے وہ نعمتیں چھین لیتا اور عذاب کرتا ہے۔ آجکل نواب اور راجہ بالکل بھولے ہیں اور پھر اپنے عیش و آرام میں پڑے ہوئے ہیں۔ دوسرے لوگوں کو چاہیئے کہ ایسے کاموں میں مخلوق کی بھلائی کا خیال رکھیں اور ان باتوں کو بھولیں نہیں جنسے اہل ملک کا فایدہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ بڑا عہدہ پاکر انسان خدا کو بھول جائے اور اُسکا دماغ آسمان پر چڑھ جائے بلکہ چاہیئے کہ نرمی اور پیار سے کام کیا جائے۔ اور چاہیئے کہ جو شخص کسی ذمہ داری کے عہدہ پر مقرر ہو تو وہ لوگوں سے خواہ امیر ہوں یا غریب نرمی اور اخلاق سے پیش آئے کیونکہ اس میں نہ صرف ان لوگوں کی بہتری ہے بلکہ خود اُسکی بھی بہتری ہے۔ (آجکل کے رؤسا اور اُنکے اہلکاروں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ والسلام ایڈیٹر صاحب)

رسید زر رسالہ تشحیذ الاذہان از ۷ فروری ۰۸ء

لغایت ۲۸ فروری ۱۹۰۸ء

نمبر ۳۱۹ - مولوی غلام حسن صاحب پشاور عاجز

نمبر ۳۱۶ - منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات عاجز

نمبر ۳۱۵ - چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹ عاجز

نمبر ۲۷۷ - غلام محمد صاحب کرنال عاجز

نمبر ۲۷۰ - منشی بدر الدین صاحب بٹالہ عاجز

نمبر ۲۲۷ - اسمٰعیل صاحب نیر کوٹ عاجز

نمبر ۲۲۴ - سید ناصر شاہ صاحب جموں عاجز

نمبر ۲۱۵ - ماسٹر غلام محمد صاحب میانوالی عاجز

نمبر ۲۱۴ - چوہدری غلام احمد صاحب دہلی عاجز

نمبر ۱۷۷ - محمد یوسف صاحب کپورتھلہ عاجز

نمبر ۱۷۴ - محمد فیاض علی خان صاحب کپورتھلہ عاجز

نمبر ۱۷۰ - منشی عزیز بخش صاحب بی۔ اے۔ ڈیرہ غازیخاں عاجز

نمبر ۱۶۳ - سیٹھ غلام نبی صاحب راولپنڈی عاجز

نمبر ۱۶۲ - بابو برکت علی صاحب شملہ عاجز

نمبر ۱۵۷ - رحمت اللہ صاحب بنگہ عاجز

نمبر ۱۵۵ - پیر محمد صاحب پیر کوٹ عاجز

نمبر ۱۳۲ - سید محمد علی شاہ صاحب پسرور عاجز

نمبر ۹۴ - عبد الغنی صاحب کنجاہ عاجز

نمبر ۹۳ - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھیرہ عاجز

نمبر ۷۸ - بابو احمد دین صاحب اسسٹنٹ ماسٹر سرگودہ عاجز

نمبر ۲۸ - چوہدری علی احمد خان صاحب جنیوٹ عاجز

نمبر ۲۵ - مولوی فضل حق صاحب پٹیالہ عاجز

نمبر ۱۰ - بابو گلاب خان صاحب پوسٹ ماسٹر عاجز

نمبر ۳۲۵ - ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ۲ روپے

نمبر ۲۴۸ - ڈاکٹر سید جلال صاحب عاجز

نمبر ۱۹۷ - حافظ غلام رسول صاحب وزیر آباد عاجز

نمبر ۲۲۰ - ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ عاجز

نمبر ۳۴۷ - بابو روشن دین صاحب مردان عاجز

نمبر ۳۲ - جے۔ ایم۔ غلام علی صاحب کارکن عاجز

نمبر ۱۷ - عبد الغفور صاحب جالندھر عاجز

نمبر ۳۰۸ - منشی احمد دین صاحب گوجرانوالہ عاجز

نمبر ۳۱۰ - غلام رسول صاحب اور سیر گوہانہ عاجز

نمبر ۳۸۲ - منشی غلام احمد صاحب اختر اوج عاجز

نمبر ۳۷۲ - میاں عمر الدین صاحب ٹھیکیدار ناگھ عاجز

نمبر ۱۹۶ - شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد عاجز

نمبر ۱۸۹ - بالو شاہ دین صاحب لاہور پور عاجز

نمبر ۱۸۵ - محمد عنایت اللہ خان کنجاہ عاجز

نمبر ۱۳۵ - سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب بمبئے عاجز

نمبر ۸۳ - عبد المجید صاحب چیف انجینر آفس عاجز

نمبر ۹ - عبد اللہ خان صاحب کوئٹہ عاجز

نمبر ۴۳ - بالو فخر الدین صاحب چھاؤنی لاہور عاجز

نمبر ۴۵ - بالو محمد شفیع امرتسر دو رسالہ للعہ

" " چندہ اعانت ۸ر

نمبر ۳۵ - سیکرٹری جماعت احمدیہ بن بابوہ عاجز

نمبر ۳۳۹ - چوہدری نیاز محمد ڈیرہ غازیخان عاجز

نمبر ۲۸۴ - میاں اللہ دیا صاحب سامانہ عاجز

نمبر ۱۸۸ - غلام محمد صاحب ریویو کریس لاہور عاجز

نمبر ۱۰۰ - ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب دہلی عاجز

نمبر ۷ - مرزا ولی بیگ شاہجہانپور عاجز

نمبر ۱۱۴ - میاں چراغدین صاحب لاہور عاجز

نمبر ۸۲ - بالو سراجدین صاحب لاہور عاجز

نمبر ۱۱۲ - غلام رسول صاحب اوجلہ عاجز

نمبر ۳۱۸ - محمد عجب خان صاحب تحصیلدار عاجز

نمبر ۳۵۱ - صوفی فضل الٰہی صاحب شملہ عاجز

نمبر ۲۸۳ - محمد علی ویٹرنری دفعدار انبالہ عاجز

نمبر ۳۵۳ - خدا بخش صاحب منصف مردان عاجز

نمبر ۱۲۰ - اللہ دتا صاحب نمبردار گلہ ہماراں عاجز

نمبر ۳۸۴ - محمد خان صاحب چک ۹۹ سرگودہا عاجز

نمبر ۳۲۲ - شیخ نور احمد صاحب لاہور عاجز

نمبر ۳۱۴ - خواجہ کمال الدین صاحب لاہور عاجز

نمبر ۲۷۶ - قاضی عطا الٰہی صاحب گلگت عاجز

نمبر ۲۳۰ - سید روشن علی پانڈی چری عاجز

نمبر ۲۱۳ - محمد یوسف صاحب زرگر سیدوالہ عاجز

نمبر ۱۹۵ - حافظ نور احمد صاحب اکولہ عاجز

نمبر ۱۲۶ - قاضی بدر دین صاحب بیاچھور عاجز

نمبر ۴۴ - محمد سلیمان صاحب مظفر نگر عاجز